مودودی صاحب کا ایک

غلط فتویٰ

اور

ان کے چند دیگر باطل نظریات

تالیف

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر

ناشر

مکتبہ صفدریہ

گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

مودودی صاحب کا ایک

غلط فتویٰ

(کہ لاہوری مرزائی نہ کافر ہیں نہ مسلمان)

اور

اُن کے چند دیگر باطل نظریات

تالیف

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر

ناشر

مکتبہ صفدریہ

نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

طبع چہارم ۴ جولائی ۲۰۰۴ء

نام کتاب	:	مودودی صاحب کا ایک غلط فتویٰ
مصنف	:	شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ
تعداد	:	بارہ سو
مطبع	:	مکی مدنی پرنٹرز لاہور
ناشر	:	مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
قیمت	:	بارہ روپے (۱۲/-)

ملنے کے پتے

☆ مکتبہ صفدریہ نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

☆ مکتبہ امدادیہ ملتان

☆ مکتبہ حلیمیہ جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی

☆ مکتبہ حقانیہ ملتان

☆ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور

☆ مکتبہ مجیدیہ ملتان

☆ مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور

☆ مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور

☆ کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی

☆ اسلامی کتب خانہ اڈا کاکی ایبٹ آباد

☆ مکتبہ العارفی فیصل آباد

☆ مکتبہ فریدیہ ای سیون اسلام آباد

☆ مکتبہ رشیدیہ حسن مارکیٹ نیو روڈ مینگورہ

☆ دار الکتاب عزیز مارکیٹ اردو بازار لاہور

☆ مکتبہ نعمانیہ کبیر مارکیٹ لکی مروت

☆ مدینہ کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ

☆ مکتبہ قاسمیہ جمشید روڈ نزد جامع مسجد بنوری ٹاؤن کراچی

☆ مکتبہ فاروقیہ حنفیہ عقب فائر بریگیڈ اردو بازار گوجرانوالہ

☆ کتاب گھر شاہ جی مارکیٹ گکھڑ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُقدّمہ

از — حافظ عبدالقدوس خان قارن

ہر آدمی میں اللہ تعالیٰ نے کچھ نہ کچھ صلاحیتیں ضرور ودیعت رکھی ہیں۔ اور موقعہ بموقعہ آدمی ان صلاحیتوں کا اظہار بھی کرتا ہے۔ ان صلاحیتوں کو اگر خلوص اور جذبۂ خدمت کے تحت صحیح خطوط پر استعمال کیا جائے تو اس کا فائدہ قوم و مذہب اور آنے والی نسلوں کو بھی پہنچتا رہتا ہے۔ اور غلط نہج پر صلاحیتوں کے استعمال سے بسا اوقات اس قدر نقصان ہوتا ہے کہ پوری قوم مل کر بھی اس کی تلافی نہیں کر سکتی اور تاریخ اس قسم کی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔

دورِ حاضر میں مولانا مودودی نے اپنی قلمکاری کی صلاحیت کا اظہار رسائل و کتب کے ذریعہ سے کیا۔ یہ بات مسلّم ہے کہ اردو ادب میں ان کو خاص مقام حاصل ہے۔ اور وہ قلم کے زور سے بات کو ایسا دو رخی رنگ دینے کا ملکہ رکھتے ہیں کہ بعض اوقات بھلا آدمی بھی یہ سمجھ نہیں پاتا کہ مودودی صاحب کسی کی تعریف کر رہے ہیں یا اُس کے خلاف زہر اگل رہے ہیں۔ ممتاز مذہبی سکالر مولانا محمد یوسف لدھیانوی دام مجدہم مودودی صاحب کی تصانیف پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں "وہ جب تہذیب جدید اور الحاد و زندقہ کیخلاف قلم اٹھاتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ دارالعلوم دیوبند کا شیخ الحدیث گفتگو کر رہا ہے اور دوسرے ہی لمحے جب وہ اہل حق کیخلاف خامہ فرسائی کرتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ مولانا نے مسٹر پرویز یا غلام احمد قادیانی کا قلم چھین لیا ہے۔ (اختلاف امت اور صراطِ مستقیم ص۱۲۳ ج ۱)

مولانا مودودی نے اپنی اس صلاحیت کو ہی ذریعہ معاش بنایا جسکا اعتراف انہوں نے خود بھی کیا اور ان کے دیرینہ ساتھی اسعد گیلانی نے اپنی کتاب مولانا مودودی ص۴۷ پر انکے اس اعتراف کو اسطرح بیان کیا ہے "ڈیڑھ سال کے تجربات نے یہ سبق دیا کہ دنیا میں عزت کیساتھ زندگی بسر کرنے کیلئے اپنے پیروں پر آپ کھڑا ہونا ضروری ہے اور استقلال کیلئے جد و جہد کے بغیر چارہ کار نہیں فطرت نے تحریر و انشاء کا ملکہ ودیعت فرمایا تھا عام مطالعہ سے اس کو اور تحریک ہوئی، اسی زمانہ میں جناب نیاز فتحپوری سے دوستانہ تعلقات ہو گئے اور انکی صحبت بھی وجہ تحریک بنی، غرض ان تمام وجوہ سے یہ فیصلہ کیا کہ قلم ہی کو وسیلہ معاش قرار دینا چاہئے الخ

تعجب اس بات پر نہیں کہ انھوں نے قلم کو ذریعہ معاش کیوں بنایا بلکہ تعجب اس بات پر ہے کہ قلم کو ذریعہ معاش بنا کر انھوں نے قلم کا رُخ اسلامی تعلیمات و تحقیقات کی جانب کس کے مشورہ اور کس ارادہ سے موڑا اس کا کچھ اشارہ تو مذکورہ بالا انکی اپنی عبارت سے مل جاتا ہے۔ کاش وہ قلم کا رُخ اسلامیات کی جانب کرنے کی بجائے افسانہ نویسی اور ناول نگاری و کالم نگاری کی جانب موڑ کر صحافت میں نام پیدا کرتے جس سے انکا ذریعہ معاش کا مقصد بھی حاصل ہو جاتا اور اسلامی تعبیرات و عقائد و مسائل میں ٹھوکر کھا کر انھوں نے اُمتِ مرحومہ کو جس ابتلاء و آزمائش میں مبتلا کیا اُمتِ مرحومہ اس سے بچ جاتی۔ پھر مودودی صاحب نے خلافت و ملوکیت، تجدید و احیائے دین اور ان جیسے دیگر ایسے مسائل پر قلم اُٹھایا جن مسائل کے بیان کیلئے علوم دینیہ میں پُختہ کار ماہر علماء حضرات بھی اتنی جرأت کے ساتھ میدان میں نہیں اُترے جتنی جرأت و بیباکی سے لنگوٹ کس کر مودودی صاحب میدان میں اُترے حالانکہ مودودی صاحب نے باقاعدہ طور پر تو کجا اسمی طور پر بھی کسی ماہر عالم دین سے دینی علوم کی تکمیل نہیں کی جسکا نتیجہ ان کی تحریرات سے ظاہر ہے کہ انکی قلم کی کاٹ سے فقہاء، محدثین، مفسرین اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ ساتھ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی ذواتِ مقدسہ بھی نہ بچ سکیں۔ اور انکی شوخیٔ قلم نے وہ تمام بنیادیں ایک ایک کرکے اکھاڑ ڈالنے کی ناتمام سعی کی جن پر اسلام کی عمارت قائم ہے۔ مگر اسکے باوجود وہ ذرائع ابلاغ و نشریات کے سہارے داعی اسلام اور انکی جماعت خود کو جماعت اسلامی کہلاتی رہی اور کہلا رہی ہے۔ مودودی صاحب کے پیش کردہ اسلام سے جس میں صحابہ کرام اور انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں گستاخیاں، مفسرین و محدثین کرام و فقہاء عظام اور اکابرین امت پر بے اعتمادی کا اظہار، تفاسیر اور احادیث صحیحہ کے بارہ میں امت مسلمہ کے متفقہ نظریات کا خلاف پایا جاتا ہے اس اسلام سے ان طبقات اور طاقتوں کو ضرور فائدہ ہوا جنھوں نے انکی اس خدمت کے اعتراف پر ان کو نوبل انعام سے نوازا مگر اس سے اسلام اور مسلمانوں کا جو نقصان ہوا اسکی تلافی بظاہر مشکل نظر آتی ہے۔ کیونکہ مودودی صاحب کے نظریات کا حامل مستقل ایک فرقہ قائم ہو چکا ہے۔ انکی جماعت بظاہر فرقہ پرستی کی مخالفت کرتی ہے مگر در حقیقت وہ خود ایک بہت بڑی فرقہ پرست جماعت ہے کیونکہ حبل اللہ کو تھامے رکھنا عین اسلام اور اس سے کٹ جانا تفرقہ بازی ہے جس کی ممانعت لا تفرقوا کے مبارک جملہ سے کی گئی اور حبل اللہ وہ چیزیں ہیں جو اسلام

کی بنیاد ہیں یعنی قرآن کریم، احادیث صحیحہ، افعال واقوال صحابہ، اجماع امت اور ائمہ مجتہدین کی تعبیرات، مگر مودودی صاحب نے انکے ساتھ جو سلوک کیا اسکے باوجود ان کو حبل اللہ سے وابستہ کہنا اور ماننا انکی جماعت کی خود فریبی اور اسلام کے ساتھ بدترین مذاق ہے۔

مودودی صاحب نے معتزلہ وخوارج کے ان عقائد ونظریات کو اپنایا جن کا رد صدیوں پہلے اہل سنت علماء کرچکے ہیں اور عقائد کی کتابوں میں ان پر مباحث موجود ہیں۔ کفر وایمان کے درمیان مرتبہ کا ثبوت معتزلہ کا نظریہ ہے جس کو عقائد کی کتابوں میں المنزلۃ بین المنزلتین سے تعبیر کیا گیا ہے مودودی صاحب بھی اسی نظریہ کے حامل ہیں۔ اور وہ لاہوری مرزائیوں کو نہ کافر کہتے ہیں نہ مسلمان۔ مودودی صاحب نے جہاں معتزلہ کے نظریہ کو اپنایا وہاں یہ بات بھی محل نظر ہے کہ مودودی صاحب لاہوری مرزائیوں کو کافر نہیں سمجھتے جبکہ امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد دعویٰ نبوت کرنیوالے کو مسلمان سمجھنے والا کافر ہے۔ اور لاہوری مرزائی مرزا غلام احمد قادیانی کو نہ صرف مسلمان بلکہ مجدد سمجھتے ہیں۔ مودودی صاحب نے اپنے اس نظریہ کا اظہار ایک سوال کے جواب میں کیا جو انھوں نے ۱۹۶۸ء میں اپنے مرکزی دفتر سے اپنے دستخطوں کے ساتھ جاری کیا اس کی تفصیلی بحث آگے رسالہ میں آرہی ہے۔ مودودی صاحب کو علماء کرام نے تقاریر اور رسائل کے ذریعہ سے اس غلطی سے آگاہ کیا مگر انھوں نے اپنے اس نظریہ سے رجوع نہ کیا اور ۱۹۷۴ء کی ختم نبوت تحریک کے بعد پاکستان کے آئین میں بھی مرزائیوں کے دونوں گروہوں قادیانیوں اور لاہوریوں کو کافر قرار دیا گیا اس وقت مودودی صاحب زندہ تھے اور انکی جماعت بظاہر تحریک میں حصہ بھی لے رہی تھی مگر انھوں نے ۱۹۶۸ء میں اپنے جاری کردہ فتویٰ سے آخر عمر تک رجوع نہیں کیا۔ لہذا بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ مودودی صاحب کا یہ فتویٰ نہ صرف امت مسلمہ کے متفقہ نظریہ کے خلاف ہے بلکہ پاکستان کے آئین کی رو سے بھی غلط ہے۔

حضرت والد محترم مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر دام مجدہم نے ۱۹۷۰ء میں مودودی صاحب کے اس غلط فتویٰ کے خلاف رسالہ لکھا جو انتہائی مقبول ہوا اور علماء کرام کے علاوہ دیگر عام مسلمانوں

نے بھی اس کو سراہا اور بہت سے حضرات اس رسالہ کو پڑھ کر مودودی صاحب کے نظریات سے کنارہ کش بھی ہوئے۔ والحمدللہ علی ذالک۔

دینی حلقوں کی جانب سے اس رسالہ کی دوبارہ اشاعت کا شدت سے تقاضا کیا جا رہا مگر بعض مجبوریوں کے باعث اس کی دوبارہ اشاعت میں تاخیر ہوگئی۔ دوسری اشاعت کیوقت مودودی صاحب تو اس دارِ فانی سے کوچ کر چکے ہیں مگر ان کے نظریات کی حامل جماعت تو موجود ہے اس لیے ان کے باطل نظریات سے عوام الناس کو آگاہ کرنا ضروری امر ہے۔

خیال تھا کہ مودودی صاحب کی تفسیر اور بعض دیگر کتابوں کے مطالعہ کے دوران قابل گرفت عبارات کی جو نشاندہی حضرت شیخ الحدیث صاحب دام مجدہم نے کی اور استاذ محترم حضرت مولانا مفتی محمد عیسیٰ صاحب دام مجدہم نے ان عبارات کو یکجا کر کے ان پر عنوان قائم کیے انکو بھی اس رسالہ کے ساتھ شامل کر دیا جائے مگر پھر اس وجہ سے چھوڑ دیا کہ انہیں سے اکثر عبارات پر علماء کرام نے جو گرفت کی ہے اور تبصرہ فرمایا ہے طالبِ ہدایت کیلئے اسمیں کافی مواد موجود ہے بالخصوص حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دام مجدہم نے اختلاف امت اور صراط مستقیم جلد اوّل، حضرت مولانا محمد میاں صاحبؒ نے شواہد تقدس، حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ بخاریؒ نے عادلانہ دفاع، حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دام مجدہم نے مودودی مذہب، حضرت مولانا محمد تقی عثمانی دام مجدہم نے حضرت امیر معاویہؓ اور تاریخی حقائق اور حضرت مولانا صوفی عبد الحمید صاحب سواتی دام مجدہم نے مقالات سواتی میں مودودی صاحب کے بارہ میں جو مضامین تحریر فرمائے ہیں دینی مدارس کے طلبہ اور مدرسین حضرات کو بالخصوص اور دیگر عام مسلمانوں کو بالعموم انکا ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس رسالہ کو پہلی اشاعت کیطرح دوسری اشاعت کے بعد بھی بھولے بھٹکوں کیلئے ہدایت کا ذریعہ بنائے اور ہر مسلمان کے ایمان کی حفاظت فرمائے اور خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین۔

حافظ عبد القدوس خان قارن مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم۔ اَمَّا بَعْدُ!

اس پر فتن دور میں بے شمار فتنے کھڑے ہوگئے ہیں اور جوں جوں قیامت قریب آئیگی مزید فتنے برپا ہوتے رہیں گے' ان میں ایک عظیم قلمی فتنہ جناب مودودی صاحب کا ہے' کیونکہ جناب مودودی صاحب نے اسلام کی بزرگ ترین ہستیوں مثلاً" حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام' حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ دین رحمہم اللہ تعالیٰ کو (معاذ اللہ) اپنی تنقید کا نشانہ بنایا ہے حضرت آدمؑ' حضرت موسیٰؑ حضرت داؤدؑ' حضرت یونسؑ اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کے بارے میں انہوں نے جو نازیبا کلمات اور نظریات پیش کئے ہیں وہ ان کی مایہ ناز تفسیر تفہیم القرآن میں موجود ہیں اور حضرات صحابہ کرامؓ کے بارے میں اپنے دیگر مضامین کے علاوہ خلافت و ملوکیت میں جو کچھ کہا ہے حقیقت یہ ہے کہ شیعہ حضرات سلجھے ہوئے انداز میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہتے اور نہ کہہ سکتے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ شیعہ کی پوری جماعت پاکستان بھر میں سو سال تک حضرات صحابہ کرامؓ پر سے وہ اعتماد نہ اٹھا سکتی جو تنہا مودودی صاحب نے خلافت و ملوکیت میں اٹھا کر اپنے نفس پر ظلم کر ڈالا ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر حضرات صحابہ کرامؓ کے علاوہ جلیل القدر صحابی کاتب وحی اور آپ کے سالے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کے بارے میں ایک غیر صحیح اور تاریخی مفروضہ کی بنا پر یہاں تک لکھ ڈالا کہ۔ "مال غنیمت کی تقسیم کے معاملہ میں بھی حضرت معاویہؓ نے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے صریح احکام کی خلاف ورزی کی" اھ (خلافت و ملوکیت ص ۱۷۴) نیز لکھا ہے کہ۔ "حضرت معاویہؓ نے اپنے گورنروں کو قانون سے بالا تر قرار دیا اور انکی زیادتیوں پر شرعی احکام کے مطابق کاروائی کرنے سے صاف انکار کر دیا" اھ (ص ۱۷۵) اور یہ بھی لکھا ہے کہ۔ "حضرت معاویہؓ کے عہد میں سیاست کو دین پر بالا رکھنے اور سیاسی اغراض کیلئے شریعت کی حدیں توڑ ڈالنے کی جو ابتداء ہوئی تھی ان کے اپنے نامزد کردہ جانشین یزید کے عہد میں وہ بدترین نتائج تک پہنچ گئی" اھ (۱۷۹) کون غیور مسلمان ہے جو ایک جلیل القدر صحابی کے بارے میں یہ باطل نظریات سننے پر آمادہ ہو سکتا ہے اور قرآن و حدیث کے قطعی دلائل کے مقابلہ میں تاریخ کے ظنیات پر مطمئن ہو سکتا ہے؟ تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔ اور حضرات مجددین کے بارے میں جو غلط نظریہ انہوں نے پیش کیا ہے وہ بھی انکی کتاب تجدید احیاء دین سے بالکل ہویدا ہے۔ جب مودودی صاحب سے براہ راست گفتگو کے لئے خط و کتابت کی گئی تو انہوں نے جواب دیا کہ وقت نہیں انکی جماعت کے بعض افراد کے ذریعہ یہ مطالبہ کیا گیا تو وہ بزبان حال یہ کہہ کر خاموش ہو گئے کہ ع دست گدا بدامن سلطان نمی رسد۔ اسلئے محسوس ہوا کہ مودودی صاحب کے چند باطل نظریات اختصار سے پیش کئے جائیں شاید کہ اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کی جماعت کو ہدایت نصیب فرما

دے ورنہ عوام تو ان کے بعض غلط نظریات سے آگاہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو حق پر قائم و دائم رکھے آمین۔

غلط فتویٰ

سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی خود کو اہل السنت و الجماعت کا ایک فرد تصور کرتے ہیں' لیکن ان کے بے باک قلم سے بعض ایسی چیزیں بھی سرزد ہوگئی ہیں جو اہل السنت و الجماعت کے حق اور منصور مسلک کے سراسر خلاف اور بالکل برعکس ہیں' مثلاً ایک یہ کہ ایک سائل نے مودودی صاحب سے سوال کیا کہ لاہوری مرزائی آپ کے نزدیک مسلمان ہیں یا کافر؟ تو اس کے جواب میں مودودی صاحب نے یہ کہا کہ نہ تو وہ مسلمان ہیں اور نہ کافر؟۔ ان کا اصل جواب یوں ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جماعت اسلامی پاکستان

فون نمبر۲۵۰۷ ۔ ۵ ۔ اے ذیلدار پارک اچھرہ لاہور حوالہ ۲۲۷

تاریخ ۶۸ ۔ ۱ ۔ ۲۹

محترمی و مکرمی ———— السلام علیکم ورحمتہ اللہ

آپ کا خط ملا مرزائیوں کی لاہوری جماعت کفر و اسلام کے درمیان معلق ہے یہ نہ ایک مدعی نبوت سے بالکل براءت ہی ظاہر کرتی ہے کہ اس کے افراد کو مسلمان قرار دیا جاسکے نہ اس کی نبوت کا صاف اقرار کرتی ہے کہ اس کی تکفیر کی جاسکے۔

خاکسار غلام علی معاون خصوصی مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی

یہ جواب میری ہدایات کے مطابق ہے۔

ابوالاعلیٰ

لیکن مودودی صاحب کا یہ جواب اور فتویٰ چند وجوہ سے باطل اور مردود ہے اولاً" اس لئے کہ خود مودودی صاحب ایک مقام میں لکھتے ہیں کہ۔ "یہ ظاہر بات ہے کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے ایک مدعی نبوت کے معاملے میں آدمی کے لئے دو ہی رویے ممکن ہیں یا اس کے دعویٰ کو مان لے یا اس کا انکار کر دے، اقرار و انکار کے درمیان کوئی مقام نہیں ہے" (قادیانی مسئلہ از ابوالاعلیٰ مودودی ص۸۳ طبع ششم ستمبر ۱۹۶۸ء)۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اقرار و انکار کے درمیان کوئی مقام نہیں لیکن سخت حیرت اور بے حد تعجب ہے کہ لاہوری مرزائیوں کے بارے میں مودودی صاحب درمیانی راہ تجویز کرتے ہیں نہ معلوم ان کو اس کی کیا مجبوری درپیش ہے؟ اصحاب علم اور ارباب فہم و بصیرت اس سے بہت کچھ سمجھ سکتے ہیں ممکن ہے ان کی جماعت کے کوئی مفتی صاحب اس عبارت کی یہ تاویل کر دیں کہ اس عبارت میں لفظ آدمی ہے (آدمی کے لئے دو ہی رویے ممکن ہیں) اور مودودی صاحب آدمی نہیں بلکہ نوری ہیں' آخر پاکستان میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی نسل اور اولاد کو نوری مخلوق مانتے ہیں ایسے ہی لوگ بعض اوقات یہ شعر بھی پڑھا کرتے ہیں۔ تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا

تو سراسر نور تیرا سب گھرانہ نور کا!

اور مودودی صاحب آخر سید بادشاہ ہیں تو پھر وہ کیوں نہ نوری ہونگے؟ (معاذ اللہ) و ثانیاً اس لئے کہ جواب کا یہ طریق اہل السنت و الجماعت کا نہیں بلکہ فرقہ معتزلہ کا ہے جس کا بانی واصل بن عطاء (المتوفی ۱۳۱ھ) تھا جس نے یہ باطل نظریہ قائم کیا کہ ایمان و کفر کے درمیان واسطہ ہے جس کو متکلمین اور علماء عقائد المنزلۃ بین المنزلتین سے تعبیر کرتے ہیں (ملاحظہ ہو شرح عقائد علامہ تفتازانیؒ ص۶) اور اہل السنت و الجماعت میں اس بیچ کی راہ کا کوئی بھی قائل نہیں رہا امام حسن بصریؒ سے یہ منقول ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب نہ مومن ہے اور نہ کافر اور علامہ شمس الدین خیالیؒ نے اس کی ایک علمی توجیہ بیان کر کے ان کے قول کو معتزلہ کے قول سے الگ کیا ہے (ملاحظہ ہو خیالی ص۱۸) لیکن صحیح بات یہ ہے کہ امام حسن بصریؒ نے اس نظریہ سے آخر میں رجوع کر لیا تھا (نبراس ص ۲۸ عبدالحکیم علی خیالی ص ۱۸ و شرح مقاصد بحوالہ حاشیہ شرح عقائد ص۸۴) اور اہل حق کی یہی شان ہوتی ہے کہ اگر ان سے کوئی غلط بات سرزد ہو جاتی ہے تو تنبہ کے بعد اس پر اصرار نہیں کرتے اور بلاتامل اس سے رجوع کر لیتے ہیں مودودی صاحب وغیرہ گمراہ سربراہوں کی طرح غلطی واضح ہو چکنے کے بعد نہ تو وہ غلط نظریے پر اصرار کرتے ہیں اور نہ بے جا تاویلات کرتے ہیں جس طرح دجال کے بارے میں مودودی صاحب نے ایسی ہی ایک بے بنیاد' دور از کار اور بے جوڑ تاویل کی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں

کہ یہ کانا دجال وغیرہ تو افسانے ہیں جن کی کوئی شرعی حیثیت نہیں اھ (رسائل و مسائل ج ا ص ۴۸ طبع سوم) جب اہل حق نے ان کے اس غیر اسلامی نظریہ پر کڑی تنقید کی اور مودودی صاحب کے لئے نہ اس کے اقرار کی گنجائش رہی اور نہ انکار کی تو اس کی یہ نکمی تاویل کی کہ۔ میں نے جس چیز کو افسانہ قرار دیا ہے وہ یہ خیال ہے کہ دجال کہیں مقید ہے اھ (رسائل و مسائل ج ا ص ۴۸ طبع سوم) سبحان اللہ اس کو کہتے ہیں سوال از آسمان اور جواب از ریسمان اور بالفاظ دیگر قدرت خدا کی ورد کہیں اور دوا کہیں ہر صاحب ذوق اور اہل علم کو اس لایعنی تاویل پر بے ساختہ ہنسی آئیگی۔ الغرض ایمان اور کفر کے درمیان بیچ کی راہ کا اہل السنت میں کوئی امام اور عالم قائل نہیں رہا، مگر مودودی صاحب اہل السنت کے مسلم اصول اور طے شدہ قواعد کے خلاف کرتے ہوئے معتزلہ کے گمراہ فرقہ کی ہمنوائی کرتے ہیں کیونکہ مشہور ہے کہ ع

کبوتر با کبوتر باز با باز!

”ثالثاً“ اس لئے کہ لاہوری مرزائیوں کی تکفیر کا مدار صرف اس پر نہیں کہ وہ ایک جھوٹے مدعی نبوت کی نبوت کا صاف اقرار کرتے ہوں تب کافر ہوں بلکہ ان کے تکفیر کے اور بھی متعدد وجوہ موجود ہیں جن میں ایک ایک اپنے مقام پر موجب تکفیر ہے۔ اور جملہ اہل السنت و الجماعت اس پر متفق ہیں۔ زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم لاہوری مرزائیوں کے روح رواں اور سربراہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری کی تفسیر بیان القرآن سے

باحوالہ چند صریح کفریات نقل کردیں تاکہ مودودی صاحب کے علاوہ عوام بھی ان کے کفر کے وجوہ اور اسباب کو بخوبی سمجھ لیں اور اچھی طرح یہ معلوم کرلیں کہ لاہوری مرزائیوں کی تکفیر یا عدم تکفیر کا دار و مدار محض ختم نبوت ہی کا مسئلہ نہیں جیسا کہ مودودی صاحب کے فتویٰ سے ظاہر ہوتا ہے بلکہ اور بھی متعدد مسائل ایسے موجود ہیں جو موجب تکفیر ہیں اور لاہوری مرزائیوں میں وہ واضح طور پر موجود ہیں:۔

(۱) نصوص قرآنیہ' احادیث صحیحہ اور امت مسلمہ کے اجماع و اتفاق سے یہ ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے بلا باپ کے پیدا کیا ہے اور حضرت مریم علیہا السلام کو بدون خاوند کے اللہ تعالیٰ نے بیٹا مرحمت فرمایا ہے۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب لاہوری لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا نہیں ہوئے اور حضرت مریم علیہا السلام کا شوہر بھی تھا چنانچہ وہ لکھتے ہیں:۔

(الف) "حضرت مسیحؑ کی بن باپ پیدائش اسلامی عقائد میں داخل نہیں۔ یہ عیسائیت کا اصول ہے۔" (بیان القرآن جلد اول ص ۲۱۴)

(ب) "توریت و انجیل کی تاریخی شہادت توریت و انجیل میں بے شک تحریف ہوئی لیکن آخران کی پیشگوئیوں میں بہت کچھ صداقت موجود رہی ہے' اسی طرح تاریخی واقعات میں جس بات کو قرآن کریم نہ جھٹلائے اس کے رد کرنے کی ہمارے پاس کوئی وجہ نہیں اب اناجیل سے ثابت ہے۔ کہ حضرت مریمؑ کے ساتھ یوسف کا تعلق زوجیت کا تھا اور اسی تعلق سے آپ

کے ہاں بست سی اولاد بھی ہوئی" اھ (بیان القرآن جلد اول ص ۲۱۳ و ۲۱۴)

(ج) (اس کے بعد چند انجیلی حوالے نقل کر کے آخر میں لکھتے ہیں کہ) "پس یہ انجیلی شہادت صاف بتاتی ہے کہ حضرت مریم کا تعلق زوجیت تو یوسف کے ساتھ ضرور ہوا اور اس تعلق سے اولاد بھی پیدا ہوئی" الخ (ج ا ص ۲۱۴) ہمارا مقصد اس مقام پر مولوی محمد علی صاحب لاہوری' مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور غلام احمد صاحب پرویز وغیرہ کے شبہات کو نقل کر کے ان کے مفصل باحوالہ جوابات دینا نہیں صرف یہ بتانا ہے کہ کیا یہ باطل نظریہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری اور ان کی جماعت کی تکفیر کے لئے ناکافی ہے؟ اور کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ تسلیم کرنے والا بھی مسلمان ہے؟

(۲) قرآن کریم' احادیث متواترہ اور اجماع امت سے یہ مسئلہ ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھایا گیا اور وہ ابھی تک بقید حیات دوسرے آسمان پر تشریف فرما ہیں اور قرب قیامت نازل ہو کر دجال لعین کو قتل کریں گے اور پھر چالیس سال زندہ رہ کر آخر وفات پائیں گے' اور مدینہ طیبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس میں دفن کیے جائیں گے' لیکن مولوی محمد علی صاحب لاہوری لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پاچکے ہیں اور ان کی وفات کا انکار کرنا خلاف نصوص ہے' چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ :-

(الف) "حالانکہ نہ صرف قرآن شریف و حدیث میں حیات مسیح کا مطلق

کوئی ذکر نہیں بلکہ دونوں جگہ آپ کی وفات کا ذکر ہے۔ (بیان القرآن ۱۳ ص ۲۲۵)

(ب) (بخاری شریف کے حوالہ سے فاقول کما قال العبد الصالح کنت علیھم شھیدا مادمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت لرقیب علیھم میں لفظ توفیتنی کا حقیقی معنی چھوڑ کر جو پورا پورا لینے کے ہوتے ہیں اور جس کا مجرد مادہ وفی ہے وفات نہیں وفیت کل نفس ما کسبت اور الکریم اذا وعد و فی وغیرہ اس پر صراحت سے دال ہیں اور مجازی معنی وفات کے لے کر استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "اس قطعیۃ الدلالت آیت اور اس حدیث صریح کے ہوتے ہوئے حضرت عیسیٰ کی وفات کا انکار کرنا نصوص صریح کو رد کرنا ہے اور توفیتنی کے معنی سوائے وفات کے کچھ اور کرنا لغت کے خلاف ہے" اھ (بیان القرآن ص ۴۵۳) ہمیں اس مقام میں اس سے بحث نہیں کہ ان کی دلیل صحیح ہے یا نرا مغالطہ؟ اور لغت میں وفی کے معنی الاخذ بالوفاء یعنی پورا پورا لینا اور وصول کرنا آتے ہیں یا نہیں؟ بتانا صرف یہ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل ہیں اور ان کی حیات کو خلاف نصوص سمجھتے ہیں۔ مودودی صاحب ہی صاف کہدیں کہ کیا حیات اور نزول حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کا منکر مسلمان ہے یا کافر؟ اگر مسلمان ہے تو کس دلیل سے؟ اور اگر کافر ہے اور یقیناً کافر ہے تو مرزائیوں کی لاہوری جماعت کفر و ایمان کے درمیان کیوں معلق ہے؟ اور ان کی تکفیر سے کیا چیز مانع ہے؟ لگی لپٹی کہنے کے بجائے

صاف اور دو ٹوک بات کریں نہ خود گو مگو میں رہیں اور نہ مسلمانوں کو مغالطہ میں ڈالیں اور نہ لاہوری مرزائیوں کو نامعلوم مصالح کی وجہ سے خوش کرنے کی کوشش کریں اور واشگاف الفاظ میں واضح کریں کیا مولوی محمد علی صاحب لاہوری اور ان کے اس مسلک میں ہم خیال لوگوں کے کفر کے لئے یہ بات کافی نہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور ان کے نزول کے قائل نہیں بلکہ الٹا ان کی حیات کے قائلین پر بلا دلیل یہ الزام لگا رہے ہیں کہ وہ نصوص صریحہ کا رد کرتے ہیں۔

(۳) قرآن کریم احادیث صحیحہ اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ جس طرح جنت دائمی اور ابدی ہے اس طرح دوزخ بھی ابدی ہے اور دوزخ بھی کبھی فنا نہیں ہوگی' اور کافروں کو ابد الاباد تک دوزخ میں رہنا ہوگا لیکن مولوی محمد علی لاہوری کچھ بے سرو پا آثار و اقوال پر (جن میں کوئی بھی سند کے لحاظ سے ثابت نہیں ہے اور اس مقام میں ہمیں ان کے غلط ہونے سے بحث نہیں ہے) بنیاد رکھ کر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ایک وقت ایسا آئے گا جس میں دوزخ فنا ہو جائیگی اور اس سے سب کافر نکال لئے جائیں گے۔ چنانچہ وہ یہ سرخی قائم کرتے ہیں:۔ جہنم پر فنا آنے کی شہادت (بیان القرآن ج ا ص ٦٦٧) اور اس کے بعد چند اقوال جہنم کے فنا ہونے پر نقل کر کے آخر میں فیصلہ یہ دیتے ہیں:۔

"اور یہی حق بھی ہے اس لئے کہ ان صریح اقوال کی یہ تاویل کہ عصاۃ مومن نکلیں گے اور کفار دوزخ میں ہی بھرے رہیں گے کسی طرح

بھی درست نہیں جہنم کے دروازے بند ہو جائیں۔ اس میں کسی کا نہ رہنا سب کا ایک دن نکل آنا یہ صاف بتاتا ہے کہ جہنم سے آخر کار سب نکال دیئے جائیں گے" اھ (ج ۱ ص ۲۶۸) علاوہ ازیں مولوی محمد علی صاحب لاہوری کا یہ غلط نظریہ بھی ہے کہ دوزخ میں جو عذاب ہوتا ہے وہ اصلاح اور علاج کے لئے ہے۔ صرف سزا نہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ :۔

اس لئے دوزخ کا عذاب بھی انسان کی اصلاح کے لئے اور بطور علاج ہی ہو سکتا ہے نہ صرف بطور سزا (بیان القرآن ج ۱ ص ۵۲۵) اس کو کہتے ہیں یک نہ شد دو شد گویا کافروں اور مشرکوں کو دوزخ میں جو عذاب ہوگا وہ محض سزا اور عذاب کے طور پر نہیں بلکہ علاج و اصلاح کے طور پر ہوگا۔ اور وہ بھی ابدی اور دائمی طور پر نہیں بلکہ کچھ عرصہ تک ہوگا۔ اور آخر میں اس سے وہ بھی نکال دیئے جائیں گے گویا خالدین فیہا ابدا اور ذوقوا فلن نزیدکم الا عذابا کا ان کے نزدیک کوئی معنی ہی نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کے بارے میں مسلمان کیا سمجھیں؟ اور جناب مودودی صاحب ان کے بارے میں کیوں تامل کر رہے ہیں؟ کیا اس کا یہ نتیجہ نہ ہوگا کہ عام مسلمان یہ سمجھنے لگیں گے کہ جو نظریات لاہوری جماعت کا سربراہ پیش کر رہا ہے وہ سب صحیح ہیں یا کم از کم ایسے ہیں کہ ان کی وجہ سے ان کو کافر نہیں کہا جا سکتا؟ معلوم نہیں کہ جب نصوص قطعیہ کا انکار اور ان کی تاویل بھی کفر نہیں تو آخر کفر کس بلا کا نام ہے؟ کیا کافر کے سر پر مینڈھے اور بھینس کی طرح لمبے لمبے سینگ ہوتے ہیں جس سے اس کی

شناخت کی جاسکے؟

(۴) قرآن کریم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نو معجزات کا ذکر ہے جن میں ایک عصا اور دوسرا ید بیضاء ہے' اور قرآن کریم سے یہ ثابت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اپنی لاٹھی کو زمین پر پھینکتے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اژدھا بن جاتی اور پھر اس کو پکڑتے تو وہ بدستور لاٹھی ہو جاتی اور جب وہ اپنے گریبان میں ہاتھ ڈالتے تو باذن اللہ تعالیٰ وہ سفید اور چمکدار ہو جاتا اور یہی معنی آج تک مسلمان سمجھتے آئے ہیں لیکن مولوی محمد علی صاحب لاہوری ید کے معنی اس مقام پر ہاتھ کے نہیں بلکہ دلیل اور حجت کے کرتے ہیں اور عصا کے معنی لاٹھی کے نہیں بلکہ جماعت کے کرتے ہیں اور مطلب یہ لیتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو واضح دلیل دی گئی تھی اور ان کی جماعت دشمن پر غالب آگئی تھی۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ :۔

(الف) "اور بیضاء کے معنی سفید یا روشن اور الید البیضاء کے معنی ہیں الحجۃ المبرھنۃ (ل) یعنی روشن یا واضح دلیل" (بیان القرآن ج ۱ ص ۵۴۷)

(ب) "حضرت موسیٰؑ کے سونٹے (لاٹھی) میں یہ خاصیت نہ تھی کہ جب زمین پر ڈالیں تو اژدھا بن جائے نہ ہی سوائے ان دونوں موقعوں کے اور کبھی دشمن کے بالمقابل بھی اس کے اژدھا بننے کا ذکر ہے وہ ایک معمولی سونٹا تھا جیسے کہ خود حضرت موسیٰؑ کے الفاظ ہیں کہ میں اس پر ٹیک لگاتا

ہوں اور بکریوں کے لئے اس سے پتے جھاڑتا ہوں اور کام بھی لے لیتا ہوں" اھ (بیان القرآن ج ا ص ۵۲۷)

(ج) "ہاں عصا کے اژدھا بننے اور یدبیضاء کے ایک معنی بھی تھے یعنی اول یہ اشارہ تھا کہ حضرت موسیٰؑ کے پیروؤں کی جماعت (کیونکہ عصا کا لفظ جماعت پر بھی بولا گیا ہے دیکھو ۸۸ بیان القرآن ج ا ص۵۵) اپنے فریق مخالف پر غالب آئے گی اور یدبیضاء میں اشارہ حضرت موسیٰؑ کی دلائل نیرہ کی طرف تھا جو دلوں کو کھا جائیگی چنانچہ فرعونیوں کا غرق ہونا اور ساحروں کا حضرت موسیٰؑ پر ایمان لانا ان دونوں معجزوں کی اصل حقیقت پر شاہد ہے۔" (بیان القرآن ج ا ص۵۲۸) اگر عصا اور ید بیضاء سے یہی مراد ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو روشن دلائل مرحمت ہوئے تھے اور بلاآخر ان کی جماعت فریق مخالف پر غالب آگئی تو اس طرح کے روشن دلائل اور غلبہ تو دوسرے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو بھی عطا ہوئے تھے تو پھر اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تخصیص کی کیا وجہ ہے کہ یہ دونوں معجزے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مرحمت ہوئے؟ اب جناب مودودی صاحب سے سوال ہے کہ قرآن کریم کی ایسی صریح تحریف کرنے والے کا کیا حکم ہے؟ اور مسلمان اسے کیا سمجھیں؟

(۵) قرآن کریم میں تصریح موجود ہے اور یہی معنی اور مراد آج تک تمام مسلمان مفسرین بیان کرتے چلے آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردوں کے زندہ کرنے اور مادر زاد اندھوں کو بینا کر دینے اور

پھلبہری والوں کو تندرست کرنے اور مٹی کی چڑیاں بنا کر ان میں پھونکنے سے سچ مچ چڑیاں بن کر اڑ جانے کے معجزات عطا فرمائے تھے اور ایک ایک جملہ کے ساتھ باذن اللہ کے الفاظ بھی موجود ہیں یعنی ان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی دخل نہ تھا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا مگر ہوا ضرور ہے۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب کہتے ہیں کہ ان مذکورہ بیماریوں سے جسمانی بیماریاں مراد نہیں بلکہ روحانی بیماریاں مراد ہیں اور پرندوں سے انسان مراد ہیں جو عالم روحانیت میں پرواز کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ :۔

(الف) "حضرت مسیحؑ کے کلام میں بیماریوں سے مراد روحانی بیماریاں ہیں۔ حضرت مسیحؑ کا معمولی بیماریوں کا علاج کرنا ان کی نبوت کے متعلق کوئی خاص امر نہیں حالانکہ یہاں نشان کے طور پر اس کا ذکر کیا گیا ہے" اھ (بیان القرآن ج ۱ ص ۲۱۹)

(ب) "مردوں کا اس دنیا میں واپس آنا بروئے تصریح قرآنی ممنوع ہے۔" (بیان القرآن ج ۱ ص ۲۱۹) اور پھر اس پر فیمسک التی قضی علیہا الموت (الآیۃ) سے استدلال کیا ہے۔ ان کا اس آیت کریمہ سے بطور معجزہ اور خرق عادت کے طور پر بعض مردوں کا زندہ ہونے پر استدلال صحیح ہے یا غلط؟ بحث اس سے نہیں بتانا صرف یہ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے احیاء موتیٰ کے قرآنی معجزہ کے منکر ہیں۔

(ج) "جن لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ سچ مچ قبروں سے مردے نکال کر زندہ کر دیا کرتے تھے اور مٹی کی شکلیں بنا کر ان کو سچ مچ کے پرندے بنا

دیتے تھے ان کے لئے بھی یہاں سبق ہے۔ کہ اگر ایسے کھلے معجزات ہوئے ہوتے تو حواری حضرت مسیح کو سچا جاننے کے لئے ایک مائدہ کے اترنے کے کیوں محتاج ہوتے قبروں سے مردوں کا نکل آنا اور مٹی کی شکلوں کا پرندہ بن جانا تو مائدہ کے اترنے سے بہت کھلے معجزے ہیں جو لوگ یہ دیکھ چکے ہوں وہ مائدہ کے محتاج نہیں ہوسکتے پس کم از کم قرآن کے نزدیک مردوں کے نکالنے وغیرہ معجزات سے ظاہری معنی ہرگز مراد نہیں۔" (بیان القرآن ج۱ ص۴۵۱)

(و) "پس بر رنگ استعارہ یہاں طیر سے مراد ایسے لوگ ہیں جو زمین اور زمینی چیزوں سے اوپر اٹھ کر خدا کی طرف پرواز کر سکیں اور یہ بات آسانی سے سمجھ میں بھی آسکتی ہے کہ جس طرح نبی کے نفخ (یعنی وعظ و پند۔ صفدر) سے انسان اس قابل ہو جاتا ہے کہ وہ زمینی خیالات کو ترک کر کے عالم روحانیت میں پرواز کرے" الخ (ج۱ ص۳۴۸) یہ ہے خیر سے مولوی محمد علی صاحب لاہوری کے نزدیک فیکون طیرا باذن اللّٰہ کا معنی کہ معاذ اللہ انسان نبی کی تعلیم سے متاثر ہو کر تکمر اور پرندہ بن جاتا ہے ملاحظہ کیجئے کہ (معاذ اللہ) کس طرح قرآن کریم میں بیان کردہ معجزات کا حلیہ بگاڑ کر کچھ کا کچھ کر دیا گیا ہے مودودی صاحب سے سوال ہے کہ کیا ایسی کھلی تحریف کرنے والا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ان واضح معجزات کا منکر مسلمان ہے؟ یا کفر و ایمان کے درمیان معلق ہے؟

کافر کو کافر نہ کہنا بھی کفر ہے۔

جس شخص کا کفر روشن دلائل اور واضح براہین سے ثابت ہو چکا ہو اس کو کافر نہ کہنے والا خود کافر ہوتا ہے۔ (اکفار الملحدین ص۸۰) اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا کفر ایک خالص حقیقت ہے اور اس میں رتی بھر شک نہیں ہے۔ لاہوری مرزائی مرزا غلام احمد صاحب کو نہ صرف یہ کہ مسلمان کہتے ہیں بلکہ اس کو مجدد بھی تسلیم کرتے ہیں اور ظاہر امر ہے کہ لاہوری مرزائی مرزا غلام احمد صاحب کو کافر نہ ماننے کی وجہ سے بھی پکے کافر ہیں لیکن حیرت ہے کہ مودودی صاحب لاہوری مرزائیوں کی تکفیر کے اس روشن پہلو سے بالکل پہلوتہی کر رہے ہیں۔ مرزا غلام احمد صاحب کے کافر ہونے کے کئی اسباب اور وجوہ ہیں ہم نہایت اختصار سے یہاں بعض کا تذکرہ کرتے ہیں:۔

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اجراء نبوت کا دعویٰ اور اپنے نبی ہونے کا ادعاء۔ اس وجہ کو خود مودودی صاحب بھی تسلیم کرتے ہیں اس لئے اس کی مزید تشریح اور اس پر دلائل اور حوالے پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(۲) مرزا صاحب پہلے جس دور میں مسلمان تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور نزول کے قائل تھے بعد کو جب اسلام کے دائرہ سے خارج ہو گئے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بھی منکر ہو گئے اور خود مثیل مسیح بن بیٹھے اور نزول مسیح کی حدیثوں کو اپنے اوپر چسپاں کر لیا۔ حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا انکار اور اس کی تاویل کفر ہے۔ حضرت مولانا

سید انور شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ:۔

انہ قد تواتر وانعقد الاجماع علی نزول عیسی بن مریم علیہما السلام فتاویل ھذا وتحریفہ کفر ایضاً (اکفار الملحدین ص ۸)

"بلاشبہ تواتر سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے اور اس پر اجماع بھی منعقد ہوچکا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نازل ہونگے سو اس کی تاویل اور تحریف بھی کفر ہے۔"

(۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت نصوص قطعیہ سے ثابت ہے اور ظاہر بات ہے کہ کسی نبی پر غیر نبی کو فضیلت حاصل نہیں ہوسکتی اگر کوئی مسلمان اور ولی بھی ہو تب بھی اس کا رتبہ نبی سے بہرحال کم ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ:۔

فالنبی افضل من الولی وھو مقطوع بہ عقلاً ونقلاً والصائر الی خلافہ کافر لانہ امر معلوم من الشرع بالضرورۃ (فتح الباری ج ۱ ص ۱۹۶ طبع مصر)

"پس نبی ولی سے افضل ہوتا ہے عقلی اور نقلی دلیل سے اس کا قطعی ہونا ثابت ہے اور جو شخص اس کے خلاف ہے وہ کافر ہے اس لئے کہ نبی کا ولی سے افضل ہونا بداہتہً شریعت سے ثابت ہے (سو اس کا منکر کافر ہے)۔"

اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی باوجود کافر اور مرتد ہونے کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر (بلکہ دیگر حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام پر بھی جسکی تفصیل کا یہ موقع نہیں) اپنی افضلیت ثابت کرتے ہیں سو ان کے کافر ہونے

میں کیا شک ہے؟ چنانچہ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ: "خدا نے اس امت میں مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے' اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا" (دافع البلاء ص ۱۳ بحوالہ اکفار الملحدین ص ۱۰۷) اور مرزا صاحب ہی کا یہ شعر بھی ہے کہ ۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو!
اس سے بہتر غلام احمد ہے

اور نیز کہا ہے کہ ع

عیسیٰ کجا است تا بنہد پا بمنبرم! (معاذ اللہ)

بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جھوٹا' شریر اور بد زبان ہونے کا الزام لگایا ہے (معاذ اللہ) چنانچہ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ:

"یہ تو وہی بات ہوئی کہ جیسا ایک شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی ...... آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی عادت بھی تھی ...... آپ کو گالیاں دینے اور بد زبانی کی اکثر عادت تھی۔"

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص۵) (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

(۴) حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے معجزات نصوص قطعیہ اور تواتر سے ثابت ہیں۔ لیکن مرزا صاحب ان کا انکار کرتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں کہ:

"عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ

آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔" (حاشیہ ص۶ ضمیمہ انجام آتھم)

(۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نہ باپ تھا نہ دادے اور نہ دادیاں۔ اور نانیاں سبھی پاکدامن تھیں۔ مگر مرزا غلام احمد صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صرف باپ اور دادی ہی ثابت نہیں کرتے بلکہ دادیوں اور نانیوں پر زنا کار ہونے کا سنگین الزام لگاتے ہیں (العیاذ باللہ) چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ۔

"آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا" (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۷) (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

قارئین کرام! کہاں تک ہم مرزا صاحب کی ایسی حیا سوز' ایمان سوخت اور نری کافرانہ باتیں نقل کریں جن کے نقل کرتے وقت دل لرزتا' ہاتھ کانپتے' آنکھیں پرنم اور جگر شق ہوتا ہے اور اس قسم کی بے شمار کفریہ باتیں اور بھی مرزا صاحب کے ظالم قلم سے سرزد ہوئی ہیں کیا ایسے کھلے کفریات کا مرتکب شخص بھی کافر نہیں؟ اور لاہوری مرزائی تو اس کو کافر نہیں بلکہ پکا مومن' ولی بلکہ مجدد مانتے ہیں اور مودودی صاحب لاہوری مرزائیوں کے کفر میں متامل ہیں بلکہ کفرو ایمان کے درمیان ان کو معلق مانتے ہیں' بلکہ اپنے منشور میں ایسی دفعہ رکھی ہے جس سے لاہوری مرزائی مسلمان قرار پاتے ہیں چنانچہ وہ اپنے جماعت اسلامی کے منشور کی آئینی اصلاحات کی دفعہ ۱۱ میں لکھتے ہیں:۔

"(۱۱) جو لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور کو نبی مانتے ہوں اور اس کی نبوت پر ایمان نہ لانے والوں کو کافر قرار دیتے ہوں انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے کیونکہ ان کو مسلمان تسلیم کرنے کے معنی یہ ہیں کہ پاکستان کے مسلمان غیر مسلم اکثریت ہیں۔"

(منشور جماعت اسلامی پاکستان ص ۱۱)

جماعت اسلامی کے منشور کی اس عبارت سے مرزائیوں کی قادیانی اور لاہوری پارٹی دونوں کفر سے بچ جاتی ہیں اور غیر مسلم اقلیت نہیں قرار دی جاسکتیں حالانکہ ان کا کفر روز روشن کی طرح واضح حقیقت ہے اور ہر مسلک اور ہر مکتب فکر کے علماء ان کی تکفیر پر متفق ہیں اور ان کے کفر میں ذرہ بھر شک نہیں ہے اور جو ان کے عقائد پر مطلع ہو کر ان کی تکفیر نہیں کرتا وہ خود کافر ہے۔

قادیانی جماعت

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آنجہانی اور ان کی جماعت کے ذمہ دار حضرات کی واضح تحریرات اس پر موجود ہیں کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور جو شخص ان کی نبوت تسلیم نہیں کرتا اور ان کا مکفر مکذب بلکہ متردد ہے' ان کے نزدیک وہ کافر ہے' اور ان کی متعدد صریح عبارتیں اس پر موجود ہیں اور ان تمام صریح عبارات کی تاویل آفتاب نیم روز کے انکار کے مترادف ہے۔ لیکن تحریک ختم نبوت کے دور میں جب مسلمانوں اور مرزائیوں کے اختلاف کی ہائیکورٹ میں چھان بین شروع ہوئی

تو مرزائیوں کے وکیل نے اپنے اکابر کی تمام واضح عبارات سے چشم پوشی کرتے ہوئے پینترا بدل کر عدالت میں جو بیان دیا وہ یہ ہے:۔

(الف) عدالت نے سوال کیا تھا کہ جو مسلمان مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے کیا وہ مومن اور مسلم ہیں؟ جواب میں وہ کہتے ہیں:۔

"کسی شخص کو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ (مرزا غلام احمد صاحب قادیانی) کو نہ ماننے کی وجہ سے غیر مسلم نہیں کہا جاسکتا۔" (قادیانی مسئلہ ازابوالاعلیٰ مودودی ص ۷۵) صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے وکیل کے ہائیکورٹ کے اس بیان کے پیش نظر مرزا صاحب کو نبی نہ تسلیم کرنے والے بھی مسلمان ہیں اور جماعت اسلامی کے منشور کی عبارت یہ بتاتی ہے کہ جو شخص مرزا صاحب کی نبوت پر ایمان نہ لانے والوں کو کافر قرار دیتے ہوں۔ وہ غیر مسلم اقلیت ہے اور عدالت میں احمدیوں کے وکیل کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ وہ غیر احمدیوں کو کافر نہیں کہتے لہٰذا قادیانی مرزائی مسلمان قرار پائے (معاذ اللہ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ) ــ اور نیز اس سے معلوم ہوا کہ وہ عقیدہ کے رو سے کافر نہیں بلکہ مسلمانوں کو کافر کہیں تب کافر ہیں۔

لاہوری مرزائی

قادیانیوں کے وکیل کے عدالت میں اس بیان سے جماعت اسلامی کے منشور کی روشنی میں ان کا مسلمان ہونا تو واضح بات ہے۔لیکن اس سے واضح تر بات لاہوری مرزائیوں کے مسلمان ہونے کی ہے کیونکہ وہ مرزا صاحب کو نبی نہیں تسلیم کرتے بلکہ مجدد مانتے ہیں اور جماعت اسلامی کے منشور کی یہ

عبارت ان کو مسلمان قرار دیتی ہے۔ معمولی اردو دان بھی اس سے یہی سمجھتا ہے اور یہی سمجھے گا' اور خود لاہوری مرزائیوں نے اس سے یہی سمجھا ہے اور مودودی صاحب کا ایک گونہ شکریہ ادا کیا ہے اور ان کی اس سلجھے ہوئے فتویٰ پر تعریف کی ہے۔ چنانچہ لاہوری مرزائیوں کے ہفت روزہ اخبار پیغام صلح ۲۵ مارچ ۱۹۷۰ء' ۱۶ محرم ۱۳۹۰ھ ص ۳ کالم ۲ میں اکثریت و اقلیت کے سوال کا عنوان قائم کر کے اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ:۔ "مودودی صاحب نے جن لوگوں کو اپنے منشور میں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا ذکر کیا ہے وہ اپنے عقائد کی وجہ سے (کہ حضرت مرزا صاحب کو نبی اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں) اس کے مستحق قرار دیئے گئے اور یہ امر موجب خوشی ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور اس شق میں شامل نہیں ہو سکتی' اس بارہ میں مودودی صاحب کا رویہ قابل تعریف ہے۔" (انتہی بلفظہٖ) یعنی چونکہ مرزائیوں کی لاہوری پارٹی نہ تو مرزا صاحب کو نبی تسلیم کرتی ہے اور نہ مسلمانوں کو کافر قرار دیتی ہے اس لئے جماعت اسلامی اور اس کے سربراہ سید ابوالاعلیٰ مودودی کے منشور کی رو سے لاہوری مرزائی مسلمان ہیں اور اسی لئے انہوں نے اپنے اخبار میں مودودی صاحب کے اس رویہ اور فتویٰ کی تعریف کی اور ان کو داد تحسین دی ہے' مگر جماعت اسلامی کے علاوہ باقی تمام مسلمان خواہ وہ کسی بھی مکتب فکر سے وابستہ ہوں قادیانی مرزائیوں اور لاہوری مرزائیوں دونوں جماعتوں کو قطعاً" اور یقیناً" کافر سمجھتے ہیں اور اس میں وہ حق بجانب ہیں کیونکہ دلائل صریحہ اور براہین قاطعہ سے ان کا کفر

ثابت ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی توہین (معاذ اللہ)

اللہ تعالیٰ نے اپنے جلیل القدر صاحب کتاب پیغمبر اور خلیفۃ اللہ فی الارض حضرت داؤد علیہ السلام کو ان کی ایک اجتہادی لغزش پر ان کو تنبیہ فرمائی تھی وہ لغزش کیا تھی تفصیل کا یہ موقع نہیں البتہ ہمارے نزدیک وہی بلت زیادہ صحیح ہے جو مستدرک حاکم (ج ۲ ص ۴۳۳ وقال الحاکم والذھبی صحیح) میں حضرت ابن عباسؓ سے موقوفاً مروی ہے اور جو اصول حدیث کی رو سے حکماً مرفوع ہے جس کو حضرت مولانا سید انور شاہ صاحبؒ نے بھی پسند فرمایا ہے اور حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ نے بھی اپنی تفسیر قرآن میں اس کا ذکر فرمایا ہے جس کا نہایت مختصر خلاصہ یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے گھر میں اہل خانہ کے لئے دن اور رات میں عبادت کے لئے اوقات مقرر کر رکھے تھے کہ کوئی وقت بھی عبادت سے خالی نہیں رہتا تھا' اپنے اس حسن انتظام پر انہوں نے اپنے دل میں خوشی کی ایک لہر محسوس کی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ سب کچھ میری قوت اور مہربانی سے ہے اگر میں اپنی امداد اٹھالوں تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا اور مجھے اپنے جلال کی قسم میں ایسا کروں گا' چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام اس آزمائش میں مبتلا ہوئے اور عبادت میں یکسوئی نہ ہو سکی' اور اپنی اس رائے کی خوبی پر انکو جو ناز تھا اس پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی (محصلہ) لیکن جناب مودودی صاحب نے اس کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ ان کے الفاظ میں یہ ہے:۔

"یہ وہ تنبیہہ ہے جو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول کرنے اور بلندی درجات کی بشارت دینے کے ساتھ حضرت داؤدؑ کو فرمائی' اس سے یہ بات خود بخود ظاہر ہو جاتی ہے کہ جو فعل ان سے صادر ہوا تھا اس کے اندر خواہش نفس کا (اس کی تشریح مودودی صاحب نے یہ کی ہے۔ کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اوریاہ (یا جو کچھ بھی اس شخص کا نام رہا ہو) سے محض یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دیدے اور چونکہ یہ خواہش ایک عام آدمی کی طرف سے نہیں بلکہ ایک جلیل القدر فرمانروا اور ایک زبردست دینی عظمت رکھنے والی شخصیت کی طرف سے رعایا کے ایک فرد کے سامنے ظاہر کی گئی تھی اس لئے وہ شخص کسی ظاہری جبر کے بغیر بھی اپنے آپ کو اسے قبول کرنے پر مجبور پا رہا تھا الخ تفہیم القرآن ج ۴ ص ۳۲۸) کچھ دخل تھا اس کا حاکمانہ اقتدار کے نامناسب استعمال سے بھی کوئی تعلق تھا اور کوئی ایسا فعل تھا جو حق کے ساتھ حکومت کرنے والے کسی فرماں روا کو زیب نہ دیتا تھا" (تفہیم القرآن ج ۴ ص ۳۲۷) مودودی صاحب کی اس عبارت کا تجزیہ کرنے سے ذیل کے امور صراحت سے معلوم ہوتے ہیں:۔

(۱) اس فعل میں حضرت داؤد علیہ السلام کی نفسانی خواہش کا کچھ دخل تھا اور وہ یہ تھا کہ ایک منکوحہ عورت کو اس کے خاوند سے طلاق دلوا کر اپنے عقد نکاح میں لانا چاہتے تھے' اس واقعہ کو بعض اہل تفسیر نے اسرائیلی کہانی کہہ کر رد کر دیا ہے مثلاً حافظ ابن کثیرؒ وغیرہ اور بعض نے اس واقعہ کی

اچھی سے اچھی تفسیر کرنے کی سعی کی ہے تاکہ نہ تو مضمون کے لحاظ سے معصوم رسول اور پیغمبر کی ذات پر کوئی حرف آئے اور نہ الفاظ کے لحاظ سے بہرحال جن حضرات نے اس واقعہ کو بیان بھی کیا ہے تو انہوں نے ایسے بیباکانہ اور گستاخانہ الفاظ سے پرہیز کیا ہے جیسا کہ مودودی صاحب نے ایک نبی معصوم کے بارے میں یہ الفاظ استعمال کئے ہیں (العیاذ باللہ) اور غالباً ان کو ولاتتبع الھوی کے جملہ سے شبہ ہوا ہے کہ خواہ مخواہ کوئی خواہش ان کے نفس میں مضمر اور پنہاں تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو اس پر تنبیہہ فرمائی اور منع کیا حالانکہ اس سے یہ سمجھنا غلط ہے کہ معاذ اللہ ان میں پہلے نفسانی خواہش موجود ہو تب اس سے منع کیا گیا ہو' اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:۔

یاایھاالنبی اتق اللہ ولاتطع الکافرین والمنافقین (پ ۲۱۔ احزاب ۔ ۱)

"اے نبی! اللہ سے ڈرو اور کفار و منافقین کی اطاعت نہ کرو" (ترجمہ از مودودی صاحب)

معاذ اللہ اس کا یہ مطلب تو ہرگز نہیں کہ اس آیت کریمہ کے نزول سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے تھے یا کافروں اور منافقوں کی اطاعت کیا کرتے تھے تب آپ کو اس سے منع کیا گیا ہے بلکہ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ جیسے آپ پہلے تقویٰ پر کاربند تھے اور پہلے کافروں اور منافقوں کی اطاعت نہیں کرتے تھے' آئندہ بھی اسی پر قائم

رہیں۔

(۲) بقول مودودی صاحب حضرت داؤد علیہ السلام کے اس فعل کا حاکمانہ اقتدار کے نامناسب استعمال سے بھی کوئی تعلق تھا (معاذ اللہ) اس کا مطلب یہ ہوا کہ نبی معصوم بھی ہاتھ میں اقتدار آنے کے بعد نامناسب کاروائی کر گزرتے ہیں (العیاذ باللہ)

(۳) بقول مودودی صاحب وہ فعل بھی کوئی ایسا فعل تھا جو حق کے ساتھ حکومت کرنے والے کسی فرمانروا کو زیب نہ دیتا تھا (العیاذ باللہ) اس کا صاف مفہوم یہ ہے کہ حق کے ساتھ حکومت کرنے والے کسی فرد کو وہ فعل زیب نہ دیتا تھا مگر نبی معصوم حضرت داؤد علیہ السلام اس کو کر گزرے (العیاذ باللہ) نبی معصوم کے بارے میں یہ کس قدر گستاخی ہے' اللہ تعالیٰ بچائے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی توہین (العیاذ باللہ)

حضرت آدم علیہ السلام سے شجرہ ممنوعہ کے کھانے میں لغزش ہوگئی تھی اور لغزش نہ تو صغیرہ گناہ ہے اور نہ کبیرہ' اللہ تعالیٰ نے خالق اور مالک ہونے کی حیثیت سے "تغلیظا" اس کو وعصیٰ ادم ربہ فغوی سے تعبیر فرمایا' یعنی آدمؑ سے اپنے رب کے حکم میں لغزش ہوگئی اور وہ چوک گئے لیکن مودودی صاحب کا جری دل اور بیباک قلم اس کو یوں تعبیر کرتا ہے:۔ "بس ایک فوری جذبے نے جو شیطانی تحریص کے زیر اثر ابھر آیا تھا ان پر ذھول طاری کر دیا اور ضبط نفس کی گرفت ڈھیلی ہوتے ہی وہ طاعت کے مقام بلند سے معصیت کی پستی میں جاگرے" (تفہیم القرآن ج ۳ ص ۱۳۳) حضرت

آدم علیہ السلام کے بارے میں مودودی صاحب کی یہ گستاخانہ تعبیر انکے باطنی آئینہ کا عکس ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

مودودی صاحب کی یہود نوازی اور ان سے مرعوبیت

عالم اسلام اور ملکی سیاست پر تبصرہ کرتے ہوئے مودودی صاحب کہتے ہیں:۔ "اسی لئے میں نے رپورٹ کے آخر میں یہ بات لکھی تھی کہ تعلقات کا یہ یکطرفہ ٹریفک اب نہیں چل سکتا ہم بھی یہ سوچ سکتے ہیں کہ عربوں کی خاطر ہم ساری دنیا کے یہودیوں سے اپنے تعلقات کو کیوں خراب کریں؟ یہودی دنیا کی تمام بڑی بڑی طاقتوں پر چھائے ہوئے ہیں وہ ہمیں بھارت سے زیادہ نقصان پہنچا سکتے ہیں۔" (ایشیا ۹ نومبر ۱۹۶۹ء ص ۴ کالم ۳)
عربوں سے بے اعتنائی اور یہود کی ہمنوائی کیلئے یہ تبصرہ بالکل واضح ہے عیاں راچہ بیاں۔

کتب حدیث و تفسیر پر بے اعتمادی

مودودی صاحب ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ:۔ "اس کے ساتھ علوم اسلامیہ کو بھی قدیم کتابوں سے جوں کا توں نہ لیجئے بلکہ ان میں سے متاخرین کی آمیزشوں کو الگ کر کے اسلام کے دائمی اصول اور حقیقی اعتقادات اور غیر متبدل قوانین کو لیجئے انکی اصلی اسپرٹ دلوں میں اتاریئے اور انکا صحیح تدبر دماغوں میں پیدا کیجئے اس غرض کے لئے آپ کو بنا بنایا نصاب کہیں نہ ملے گا ہر چیز از سرنو بنانی ہوگی قرآن اور سنت رسول کی تعلیم سب پر مقدم ہے مگر

تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیروں سے نہیں' ان کو پڑھانے والے ایسے ہونے چاہیں جو قرآن اور سنت کے مغز کو پا چکے ہوں" اھ (تنقیحات ص۱۷۵ طبع ششم اسلامک پبلیکیشنز لاہور۔ عنوان ہمارے نظام تعلیم کا بنیادی نقص) غور فرمائیے کہ مودودی صاحب نے کتب حدیث و تفسیر پر کیسی بے اعتنائی ظاہر کی ہے اور علماء کرام کی دینی خدمات کو کس طرح غیر متبدل قوانین کے مدمقابل لاکھڑا کیا ہے۔

لیکن بحمداللہ تعالیٰ مسلمان حدیث و تفسیر کے پرانے ذخیروں سے کسی طرح بے اعتنائی نہیں کر سکتے اور حضرات محدثین" وفقہاء" اور مفسرین" کی ان دینی کوششوں کو عقیدت کی نظر سے دیکھتے اور ان کو اپنے دین کی تشریح و تفسیر کا بہترین سرمایہ قرار دیتے ہیں مگر صد افسوس تو اس پر ہے کہ نئے چھاپ کے مجتہد ان اکابر کی مساعی کو جن کی تمام زندگی ہی رضائے الٰہی اور دین حق کی خدمت میں گذر چکی ہے خاک میں ملانے کے درپے ہیں۔

فالی اللہ المشتکی

وہ لوگ تم نے ایک ہی شوخی میں کھو دیئے
پیدا کئے فلک نے تھے جو خاک چھان کے

اور بحمداللہ تعالیٰ اس پرفتن دور میں بھی جس میں سامراجیت نیشنلزم کمیونزم اور سوشلزم وغیرہ کے کافرانہ اور باطل نظام سمندر کی تلاطم خیز موجوں کی طرح ٹھاٹھیں مارتے ہوئے ہر طرف سے ملک خدا داد پاکستان پر یلغار بول رہے ہیں بلکہ بعض ہم پر ہماری بد قسمتی سے مسلط بھی ہیں ہم

قرآن و سنت کے بعد حضرات صحابہ کرامؓ کو معیار حق تسلیم کر کے تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیرہ پر اعتماد کرتے ہیں اور سلف صالحینؒ کے دامن سے وابستہ ہیں تمہیں اس جہان میں حق ہے جو چاہو کرو۔

وہ تیری گلی کی قیامتیں کہ لحد کے مردے اکھڑ گئے
یہ میری جبین نیاز ہے کہ جہاں دھری تھی دھری رہی

مودودی صاحب کے قائم کردہ اصول کے تحت ان سے چند سوالات

جناب سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی نے برائے نام ایک اصلاحی جماعت کے چند ارکان کو گناہ کبیرہ پر تکفیر کے سلسلہ میں ایک سوال کے جواب سے پہلے نصیحت کرتے ہوئے ایک ضابطہ بیان کیا ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس کو بلفظہ نقل کر دیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

"تحقیق کرنے سے مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ آپ کی جماعت میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو دین کا صحیح علم اور تفقہ رکھتا ہو اور اس کا ثبوت خود ان مسائل کی نوعیت سے بھی ملا جن کے متعلق آپ نے سوال کیا ہے یہ مسائل خود بھی یہی ظاہر کر رہے ہیں کہ ان کو پیدا کرنے والا ذہن کتاب و سنت رسول اللہ میں نظر نہیں رکھتا' اب اگر میں یہ کہوں تو اس پر برا نہ مانا جائے بلکہ اسے اس حق نصیحت کی ادائیگی سمجھا جائے جو ایک مسلمان کے

لئے دوسرے مسلمان پر واجب ہے کہ علم کے بغیر دین کے مسائل میں رائیں قائم کرنا اور ان کو دین قرار دے کر انفرادی یا اجتماعی زندگی کے لئے اصول بنا لینا خود سب سے بڑا فسق اور تمام کبائر سے بڑھ کر کبیرہ ہے اس لئے کہ ہم اگر مسلمان ہو سکتے ہیں تو اس دین پر ایمان لاکر اور اس کی پیروی کر کے ہی ہو سکتے ہیں جو خدا کی کتاب اور رسول کی سنت میں پیش کیا گیا ہے اور اس ایمان اور اتباع کا تقاضا یہ ہے کہ ہم جو کچھ بھی اصول اخذ کریں اور اپنے عقائد و اعمال کے لئے جن چیزوں کو بنیاد قرار دیں وہ سب کتاب اللہ اور سنت رسول سے ماخوذ ہوں لیکن جو شخص یا گروہ قرآن اور سنت میں بصیرت اور تعمق نہ رکھتا ہو اور اپنے رجحانات کی بنا پر کچھ رائیں قائم کر کے ان کو دین قرار دے بیٹھے وہ حقیقت میں دین کا پیرو تو نہیں ہے اپنی آراء اور رجحانات کا پیرو ہے اس گناہ کے مقابلے میں دوسرے کبائر کی کیا حقیقت ہے؟ اس سلسلہ میں یہ بات بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ دین پر ایمان لانے کے لئے جو مجمل علم کافی ہے اور دین کے موٹے موٹے اصول جاننے کے لئے قرآن کی عام فہم تعلیمات اور حدیث پر جو سرسری نظر کافی ہے اسے مسائل دینی میں رائے قائم کرنے اور دینی طریقوں پر لوگوں کی رہنمائی کرنے کے لئے کافی سمجھ لینا غلطی ہے اور اس غلطی کا نتیجہ وہ بڑی خطرناک غلطی ہے جس کی طرف میں نے اوپر اشارا کیا ہے" (تفہیمات حصہ دوم ص ۱۹۱ و ص ۱۹۲ بار چہارم)

اس عبارت میں جناب مودودی صاحب نے بہت سی کام کی باتیں کہہ

ڈالی ہیں اور کسی کو ان سے اختلاف ہو تو ہو لیکن مودودی صاحب کو یقیناً ان زرین اصول اور قواعد سے اختلاف نہیں ہو سکتا اس لئے کہ یہ اصول اور قواعد خود ان کے اپنے متعین کردہ اور تحریر کردہ ہیں اور خود اپنی ہی محقق رائے اور خیر خواہانہ قائم کردہ ضابطہ سے ان کو کیونکر اختلاف ہو سکتا ہے؟ اس عبارت میں جو جو باتیں جناب مودودی صاحب نے بیان کی ہیں ان کا اگر پورے طور پر تجزیہ کیا جائے تو بے ضرورت طوالت کا خوف ہے اس لئے ہم تمام باتوں کا تجزیہ نہیں کرتے بلکہ صرف بعض پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

(۱) ایک مسلمان اگر کسی غلطی کا ارتکاب کر رہا ہو تو دوسرے مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اسے غلطی پر آگاہ کرے اور حق نصیحت ادا کرے اور غلطی کرنے والے کو بھی یہ برا نہیں منانا چاہیے۔

(۲) علم کے بغیر دین کے مسائل میں رائیں قائم کرنا اور ان کو دین قرار دے کر انفرادی یا اجتماعی زندگی کے اصول بنا لینا خود سب سے بڑا فسق اور تمام کبائر سے (جن میں قتل نفس' زنا' شراب نوشی۔ قذف' اکل مال یتیم' جادو اور جہاد میں میدان جنگ سے بھاگ جانا وغیرہ سرفہرست ہیں) بڑھ کر کبیرہ ہے۔

(۳) جو اصول اخذ ہوں۔ اور جن چیزوں کو اپنے عقائد و اعمال کے لئے بنیاد قرار دیا جائے وہ سب کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ماخوذ ہوں بالفاظ دیگر نہ تو کشید ہو اور نہ قرآن و سنت سے بے پرواہی ہو۔

(۴) جو شخص یا گروہ قرآن و سنت میں بصیرت و تفقہ نہ رکھتا ہو اور اپنے رجحانات کی بنا پر رائیں قائم کر کے ان کو دین قرار دے وہ دین کا پیرو نہیں بلکہ اپنی آراء اور رجحانات کا پیرو ہے اور یہ گناہ ہے اور اس گناہ کے مقابلہ میں زنا، قتل نفس اور شراب نوشی وغیرہ دوسرے کبائر کی کیا حقیقت ہے؟
(۵) ایمان لانے کے لئے تو مجمل علم اور دین کے موٹے موٹے اصول جاننے کے لئے قرآن کریم کی عام فہم تعلیم اور حدیث پر سرسری نگاہ کافی ہے۔
(۶) لیکن ایسی عام فہم تعلیم اور سرسری نگاہ رکھنے والے کو دینی مسائل میں رائے قائم کرنے اور دینی طریق پر لوگوں کی رہنمائی کرنے کے لئے کافی سمجھنا غلطی ہے۔
(۷) اور یہ غلطی بھی معمولی غلطی نہیں بلکہ بڑی خطرناک غلطی ہے جس کی طرف اوپر اشارہ کیا ہے کہ یہ سب سے بڑا فسق اور تمام کبائر سے بڑھ کر کبیرہ ہے۔

ہم نے جناب مودودی صاحب کی عبارت میں جن امور کا تجزیہ کیا ہے۔ ان میں کوئی ایسا امر نہیں جو ان کی اپنی عبارت میں صاف طور پر موجود و مذکور نہ ہو اور ہم نے اس سے بزور کشید کیا ہو۔ اب جناب مودودی صاحب سے ان کی اس عبارت میں پیش کردہ ان امور کو مدنظر رکھ کر علمی اور تحقیقی طور پر ان سے ہمارے چند سوالات اور مطالبات ہیں جن کا جواب خود مودودی صاحب سے مطلوب ہے۔

اول جناب مودودی صاحب نسخ فی القرآن کا عنوان قائم کر کے چند

سوالات کا جواب دیتے ہوئے یہ بھی لکھتے ہیں کہ:۔
(۱) "قرآن میں نسخ دراصل تدریج فی الاحکام کی بنیاد پر ہے یہ نسخ ابدی نہیں ہے' متعدد احکام منسوخہ ایسے ہیں کہ اگر معاشرے میں کبھی ہم کو پھر ان حالات سے سابقہ پیش آجائے جن میں وہ احکام دیئے گئے تھے تو انہی احکام پر عمل ہوگا وہ منسوخ صرف اس صورت میں ہوتے ہیں جبکہ معاشرہ ان حالات سے گزر جائے اور بعد والے احکام کو نافذ کرنے کے حالات پیدا ہوجائیں۔"

(رسائل و مسائل حصہ دوم ص ۲۷۰ بار چہارم)

اب سوال یہ ہے کہ جو احکام قرآن کریم میں منسوخ ہیں جن کی نسخ قرآن کریم سے ثابت ہے جناب مودودی صاحب اپنے قائم کردہ اصول اور ضابطہ کے ماتحت یہ بتائیں کہ کتاب اللہ کی کس آیت سے یہ ثابت ہے کہ قرآن کریم کے احکام منسوخہ کی نسخ ابدی نہیں ہے اگر قرآن کریم کی کسی آیت سے اس کا ثبوت نہیں تو پھر یہ بتائیں کہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ کونسی متصل السند مرفوع اور صریح حدیث ہے جس سے یہ ثابت ہے کہ قرآن کریم میں منسوخ احکام کی نسخ ابدی نہیں ہے' اور اگر ان دونوں سے بھی ثابت نہیں تو پھر یہ بتائیں کہ قرآن و سنت سے ماخوذ وہ کونسے اصول ہیں جن اصول سے یہ ثابت ہے کہ قرآن کریم کے احکام کی نسخ ابدی نہیں ہے؟ اور یہ بات بھی بالکل عیاں ہے کہ قرآن و حدیث سے جو اصول ماخوذ ہونگے وہ بلا اختلاف سب ائمہ دینؒ اور سلف صالحینؒ کو معلوم

ہوں گے اور اگر سب کو معلوم نہ ہوں تو بھی اس سے اقل کیا ہو سکتا ہے
کہ ائمہ دین کی اکثریت اور معتدبہ طبقہ تو ضرور ان سے شناسا ہوگا کہ
قرآن و حدیث کے یہ یہ اصول ہیں کیونکہ بات اصول کی ہو رہی ہے۔
فروع اور جزئیات کی نہیں ہو رہی' اور یہ تو بالکل ناممکن ہے کہ تیرہ سو سال
سے ان اصول کو تو کوئی نہ جانتا ہو اور چودھویں صدی میں وہ اصول کسی
بزرگ پر منکشف ہوگئے ہوں کہ یہ یہ اصول ہیں جو قرآن و حدیث سے
ماخوذ ہیں' اگر بالفرض مودودی صاحب یہ بتا بھی دیں کہ فلاں اور فلاں نے یہ
کہا ہے کہ قرآن کریم کے منسوخ احکام کی نسخ ابدی نہیں تو ان کی یہ بات
قطعاً مردود ہوگی اس لئے کہ فلاں اور فلاں نہ تو خدا تعالیٰ کی کتاب ہے اور
نہ سنت رسول ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) اور نہ کتاب و سنت سے ماخوذ
اصول۔ اس لئے اگر کہیں کوئی شاذ و متروک اور مردود قول کسی کا نقل بھی
کر دیا جائے تو بھی اتنے بڑے وزنی دعویٰ پر اس کیا حیثیت ہے؟ مودودی
صاحب کو اپنے قائم کردہ اصول کے تحت خدا تعالیٰ کی کتاب اور سنت رسول
صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ان سے ماخوذ اصول سے ہی یہ ثابت کرنا ہے کہ
قرآن کریم میں جو احکام منسوخ ہوئے ہیں ان کی نسخ ابدی نہیں ہے' اور اگر
قرآن و حدیث اور ان سے ماخوذ اصول سے وہ یہ ثابت نہ کر سکیں تو لامحالہ
اس باطل اور غیر اسلامی نظریہ میں (کہ قرآن کریم میں جو احکام منسوخ ہیں
ان کی نسخ ابدی نہیں ہے) مودودی صاحب کی اپنی رائے اور رجحان طبع
کار فرما ہوگا اور مودودی صاحب کے خود قائم کردہ قاعدہ کے رو سے وہ اس

میں دین کے پیرو نہیں بلکہ اپنی رائے اور رجحان کے پیرو ہیں اور ان کے اپنے بیان کے مطابق یہ سنگین گناہ تمام کبائر (زنا' قتل ناحق اور شراب نوشی وغیرہ) سے بھی بڑھ کر برا ہے' اور سب سے بڑا فسق ہے اب یا تو جناب مودودی صاحب قرآن و حدیث اور اس سے ماخوذ اصول سے یہ ثابت کریں کہ قرآن کریم میں منسوخ احکام کی تنسیخ ابدی نہیں ہے اور یا اپنے ہی قائم کردہ قاعدہ کے مطابق دیانت اور انصاف کے ساتھ کھلے لفظوں میں اقرار کرلیں کہ وہ اپنی رائے اور رجحان کے پیرو ہیں اور جو ان کے ذہن میں آتا ہے کہہ گزرتے ہیں اور دین کے پیرو نہیں (اور ظاہر امر ہے کہ دین و اسلام ایک ہی چیز ہے ان الدین عند اللہ الاسلام تو جب وہ دین کے پیرو نہ ہوئے تو اپنی جماعت کا نام جماعت اسلامی کیوں تجویز کیا ہے؟) اور وہ سب سے بڑے فسق اور سب سے بڑے گناہ کے مرتکب ہیں۔

من نہ گویم کہ ایں مکن آں کن!
مصلحت بیں و کار آساں کن!

(۲) قرآن کریم میں ان بیبیوں کا ذکر تفصیل سے ہے' جن سے کسی مسلمان کو نکاح کی اجازت نہیں جن میں ایک یہ بھی ہے

وان تجمعوا بین الاختین (ترجمہ) "اور یہ بھی حرام ہے کہ تم دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرو۔"

یہ حکم اپنے اطلاق اور عموم کی وجہ سے ان دو بہنوں کو بھی شامل ہے جن کا وجود الگ الگ اور مستقل ہو جیسے عموماً" ہوتا ہے اور ان کو بھی شامل ہے

جو توام جڑواں اور متحد الجسم ہوں جیسا کہ بہلول پور میں کوئی ایسا نادر واقعہ پیش آیا تھا' اور علماء اسلام نے اس قرآنی حکم کو ایسی جڑواں بہنوں کے لئے بھی عام سمجھا ہے لیکن مودودی صاحب اس نادر صورت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"بظاہر علماء کی یہ بات صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ دونوں لڑکیاں توام بہنیں ہیں اور قرآن کا یہ حکم صاف اور صریح ہے کہ دونوں بہنوں کو بیک وقت نکاح میں جمع کرنا حرام ہے' لیکن اس پر دو سوالات پیدا ہوتے ہیں کیا یہ ظلم نہیں ہے کہ ان دو لڑکیوں کو دائم طور پر تجرد پر مجبور کیا جائے اور یہ ہمیشہ کے لئے نکاح سے محروم رہیں؟ اور کیا قرآن کا یہ حکم واقعی اس مخصوص اور نادر صورت حال کے لئے ہے جس میں یہ دونوں لڑکیاں پیدائشی طور پر جڑا ہیں؟ میرا خیال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اس مخصوص حالت کے لئے نہیں ہے بلکہ اس عام حالت کے لئے ہے جس میں دو بہنوں کے الگ الگ وجود ہوتے ہیں اور وہ ایک شخص کے جمع کرنے سے ہی بیک وقت ایک نکاح میں جمع ہو سکتی ہیں نہ نہیں" اھ (ترجمان القرآن نومبر ۱۹۵۳ء ص ۱۳۶)

سوال یہ ہے کہ کیا مودودی صاحب کا یہ ذاتی خیال جو غیر معصوم اور غیر مجتہد کا خیال ہے قرآن و سنت ہے؟ یا ان سے ماخوذ اصول ہے اگر ان کا یہ خیال قرآن و سنت نہیں اور یقیناً نہیں تو وہ اپنے قائم کردہ اصول و ضوابط کے تحت یہ رائے قائم کر کے بڑے سے بڑے گناہ کے مرتکب ہوئے

ہیں کہ اس کے مقابلہ میں دوسرے کبائر کی کیا حقیقت ہے؟ اور وہ دین کے پیرو نہیں بلکہ اپنی آراء اور رجحانات کے پیرو ہیں اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس سے محفوظ رکھے۔

(۳) قرآن و حدیث میں صراحت سے یہ مذکور ہے کہ اہل جنت کو حوریں مرحمت ہوں گی جن کے بارے میں حضرت ابوامامہؓ اور حضرت انسؓ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حوروں کا مادہ زعفران ہے اور حضرت زید بن اسلمؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حوروں کو مٹی سے نہیں بلکہ کستوری، کافور اور زعفران سے پیدا کیا ہے اور حضرت کعب احبارؒ فرماتے ہیں کہ حوریں دنیا کی عورتیں نہیں ہیں (ملخصاً" روح المعانی ج ۲۵ ص ۱۲۴) اور اگر بالفرض حوریں دنیا کی عورتیں ہوں تب بھی مومنوں کی عورتیں ہونگی نہ کہ کافروں کی۔ لیکن مودودی صاحب لکھتے ہیں:۔

"بعید نہیں ہے کہ یہ وہ لڑکیاں ہوں جو دنیا میں سن رشد کو پہنچنے سے پہلے مرگئی ہوں اور جن کے والدین جنت میں جانے کے مستحق نہ ہوئے ہوں یہ بات اس قیاس کی بنا پر کہی جاسکتی ہے کہ جس طرح ایسے لڑکے اہل جنت کی خدمت کے لئے مقرر کردیئے جائیں گے اور وہ ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے اسی طرح ایسی لڑکیاں بھی اہل جنت کے لئے حوریں بنا دی جائیں گی اور وہ ہمیشہ نوخیز لڑکیاں ہی رہیں گی" واللہ اعلم بالصواب (تفسیر تفہیم القرآن جلد چہارم ص۲۸۷ حاشیہ ۲۹) سوال یہ ہے کہ قرآن و سنت اور ان سے ماخوذ اصول کی وہ کونسی واضح دلیل ہے جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے

کہ حوریں کافروں کی نابالغ لڑکیاں ہوں گی؟ اور قرآن و سنت اور ان سے ماخوذ اصول کا اس پر کونسا حوالہ موجود ہے کہ ان نابالغ لڑکیوں کو بالغ کر کے اور قابل انتفاع بنا کر جنتیوں کے لئے حوریں بنایا جائیگا؟ اور اگر اس پر قرآن و سنت اور ان سے ماخوذ اصول کا ثبوت نہیں اور یقیناً" نہیں تو مودودی صاحب اپنے رجحانات اور آراء کے پیرو ہیں' دین کے پیرو نہیں ہیں اور یہ خود ان کے اقرار سے بڑا گناہ ہے دوسرے کبائر اس کے مقابلہ میں کیا حقیقت رکھتے ہیں؟ مودودی صاحب سے جب حوروں کے بارے سوال ہوا تو اس کے جواب میں وہ فرماتے ہیں۔ جواب میں یقین سے نہیں کہہ سکتا البتہ میرا قیاس ہے کہ جنت میں جو حوریں ہوں گی وہ یہی کفار کی لڑکیاں ہوں گی —— "جب مودودی صاحب سے سوال ہوا کہ آپ کے اس خیال کی تائید میں کوئی منقول روایت نہیں ہے اس کے مقابل ایک دوسری رائے یہ کہ حور و غلمان ایک جنتی مخلوق ہوگی۔ تو اس کے جواب میں مودودی صاحب فرماتے ہیں:۔"

" جواب "میری رائے بھی ایک قیاس پر مبنی ہے اور یہ دوسری رائے بھی ایک قیاس ہی ہے۔ میرے قیاس کی بنیاد اس حقیقت پر ہے کہ انسان انسان سے مانوس ہوتا ہے وہ غیر انسان میں فطری کشش محسوس نہیں کرتا"

اہ (ایشیا لاہور ۱۳ جون ۱۹۶۹ء ص ۸)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مودودی صاحب کے پاس قرآن و سنت اور ان سے ماخوذ اصول سے کوئی دلیل موجود نہیں ہے ہاں صرف

ان کی اپنی ذاتی رائے اور قیاس ہے تو ان کے بیان کردہ ضابطہ کے تحت اس کے گناہ ہونے میں کیا شک ہے؟ مودودی صاحب کا یہ دعویٰ بالکل غلط ہے کہ دوسری رائے بھی ایک قیاس ہی ہے کیونکہ دوسری طرف جملہ اہل اسلام کی رائے ہے، جس کو اجماع کی حیثیت حاصل ہے اور اجماع امت شرعی دلائل میں سے ایک مستقل دلیل ہے علاوہ ازیں اس رائے کی بنیاد صرف قیاس پر نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں پر ہے جو روح المعانی کے حوالہ سے حضرت ابوامامہؓ اور حضرت انسؓ سے اوپر بیان ہوچکی ہیں۔ مودودی صاحب کا یہ کہنا کہ یہ دوسری رائے بھی ایک قیاس ہی ہے بالکل غلط ہے جس چیز کی بنیاد حدیث پر ہو وہ ایک قیاس ہی کیونکر ہوسکتی ہے؟ فرض کر لیجئے کہ یہ روایتیں ضعیف اور کمزور بھی ہوں تب بھی جلیل القدر ائمہ کرام کی تصریح موجود ہے کہ ضعیف حدیث بھی رائے پر مقدم ہے جب مجتہد کی رائے مقدم ہے تو غیر مجتہد کی رائے پر بطریق اولیٰ مقدم ہوگی اور پھر ان روایات کی بنا پر اس رائے پر امت کا اجماع ہے تو پوری امت کے اجماع کے مقابلہ میں تنہا مودودی صاحب کی ذاتی رائے اور قیاس کی کیا وقعت ہے؟ ایسی بے بنیاد رائے کے بارے میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ۔

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں!
نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

ہر معاملہ میں اپنی ہی رائے پر ناز کرنا شرعاً مذموم ہے

بلاشبہ ہر صاحب الرائے اور صائب الرائے کو غیر منصوص اور غیر اجماعی مسائل میں اپنی رائے پر عمل کرنے کا حق ہے لیکن سلف صالحینؒ کا دامن چھوڑ کر اور خود رائے بن کر پانچواں سوار بننا بھی کسی طرح مستحسن نہیں ہے

حضرت ابو ثعلبۃ الخشنی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں جس میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ :۔ بل ائتمروا بالمعروف وتناھوا عن المنکر حتی اذا رایت شحاً مطاعاً وھوی متبعاً ودنیا موثرۃً واعجاب کل ذی رای برایہ فعلیک نفسک ودع امر العوام (الحدیث) (موارد الظمان ص ۳۸۵) "بلکہ تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو یہاں تک کہ جب تم دیکھو کہ بخل کی اطاعت کی جاتی ہے اور خواہش کی پیروی کی جاتی ہے اور دنیا کو ترجیح دی جاتی ہے اور ہر رائے والا اپنی رائے پر گھمنڈ کرتا ہے تو ایسے موقع پر تم اپنی جان کی فکر کرو اور عام لوگوں کا معاملہ چھوڑ دو"

عام علماء کرام تو فعلیک نفسک کا معنیٰ یہی کرتے ہیں کہ ایسے موقع پر جب کہ حالات ایسے نازک مرحلہ پر پہنچ جائیں تم اپنی جان کی فکر کرو اور عوام کو ان کے حال پر چھوڑ دو لیکن سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحب دہلویؒ جن کی ساری زندگی ظالم برطانیہ کے خلاف جہاد میں گذری ہے' وہ اس کا معنیٰ یہ کرتے تھے فعلیک نفسک یعنی ایسے موقع پر تم اپنی جان پر کھیل جاؤ اور لوگوں کا خیال نہ کرو کہ وہ کیا کرتے ہیں بہرحال اس حدیث

میں وصوئ متبعًا اور اعجاب کل ذی رائی برائیہ کی دو خصلتوں کا مذموم ہونا بھی واضح ہے جس کا مفہوم یہ نکلتا ہے کہ ہر معاملہ میں آدمی اپنی خواہش اور اپنی پسند اور رائے پر ہی اکتفا نہ کرے بلکہ دوسرے لوگوں کی معقول اور صحیح رائے کو اور علی الخصوص سلف صالحین کی درست اور صائب رائے کو نظر انداز نہ کرے اور بحمد اللہ تعالیٰ ہم خود بھی اور ہمارے اکابر بھی اسی پر کاربند ہیں' اللہ تعالیٰ ہمیں سلف صالحین کا دامن تھامنے کی توفیق بخشے آمین برخلاف اس کے دیگر باطل فرقوں اور ان کے سربراہوں کی طرح مودودی صاحب کو اپنی نارسا اور غیر صائب رائے پر ناز ہے اور اس کو کسی قیمت ترک کرنے پر آمادہ نہیں ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ان کے پرانے رفقاء میں حضرت مولانا امین احسن صاحب اصلاحی اور حضرت مولانا عبدالغفار حسن صاحب وغیرہ حضرات سالہا سال تک جماعت اسلامی سے وابستہ رہنے کے باوجود اس سے الگ ہوگئے اور حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی تھوڑا عرصہ ساتھ رہ کر الگ ہوگئے۔ کیونکہ مودودی صاحب اپنی رائے کو حرف آخر سمجھتے تھے اور اب بھی سمجھ رہے ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ :۔ "میں نے دین کو حال یا ماضی کے اشخاص سے سمجھنے کے بجائے ہمیشہ قرآن اور سنت ہی سے سمجھنے کی کوشش کی ہے (اور جبھی تو خیر سے قدم قدم پر ٹھوکر کھائی ہے' صفدر) اس لئے میں کبھی یہ معلوم کرنے کے لئے کہ خدا کا دین مجھ سے اور ہر مومن سے کیا چاہتا ہے یہ دیکھنے کی کوشش نہیں کرتا کہ فلاں اور فلاں بزرگ کیا کہتے ہیں بلکہ صرف یہ دیکھنے کی کوشش کرتا ہوں کہ قرآن کیا کہتا ہے اور

رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کیا کہا" (روئداد جماعت اسلامی حصہ سوم ص ۳۷) بس اسی اعجاب کل ذی رائی برایہ کے غلط نظریہ نے مودودی صاحب کا بیڑہ غرق کیا ہے اور مولانا امین احسن صاحب اصلاحی نے جماعت سے الگ ہونے کے بعد جو طویل بیان اخبارات میں دیا اس میں یہ جملے بھی نہایت ہی معنی خیز ہیں:۔ "اگر امیر جماعت مولانا مودودی اپنے غیر جمہوری اور حق و انصاف کے منافی رویہ پر مصر رہے اور ان کی زیر قیادت جماعت کا طریق کار یہی رہا تو اقامت دین کے سلسلہ میں ان اعلیٰ مقاصد کی تکمیل نہیں ہوسکے گی جن کے لیے جماعت سولہ سال قبل معرض وجود میں آئی تھی۔ آپ نے کہا کہ ایسی صورت میں اسے جماعت اسلامی کہنا مناسب نہ ہوگا' بلکہ اسے کچھ اور ہی کہنا پڑیگا۔ نیز فرمایا کہ میں نے سولہ سال کے بعد ایک گم کردہ راہ قافلہ کا ساتھ چھوڑا ہے۔" اھ (اخبار نوائے وقت ۲۱ جنوری ۱۹۵۸ء) اس لئے ہم بھی اپنے اکابر کی پیروی میں مودودی صاحب کو گمراہ سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تمام گمراہوں سے بچائے اور محفوظ رکھے آمین ثم آمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وجمیع متبعیہ الی یوم الدین

احقر ابوالزاہد محمد سرفراز خان صفدر
خطیب جامع مسجد گکھڑ و مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ
۱۱ ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ